عن الروح - (بخاری ص۴۴)

وبیقراری جو بوقت نزول وحی ہوا کرتی زایل ہوئی تو آنحضرت نے یہہ آیۃ پڑہ سنائی اِس آیت وحدیث سے صاف ثابت ہوا کہ آنحضرت کو حقیقت روح کا علم نہتا - اور اگر وحی (جو بقول آنرایبل صاحب آلہ علوم حقایق ہے) امر طبعی و داخل طبیعت یا خیال نبوی ہوتا تو حقیقت روح کیا؟ حقیقت خدائیتعالیٰ کا علم بہی آپ کے لئے ضروری تہا - **علاوہ** برین اِس آیۃ سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ وحی ایسا امر خارجی واکتسابی وعارضی ہے کہ بعد نزول وحصول اُسکا اُٹہا لیجانا اور آنحضرت کے سینہ سے محو کر دینا ممکن تہا خدا چاہتا تو ایسا کر دیتا پر اُس نے اپنے فضل وکرم سے ایسا نہین کیا -

اب ہم کہان تک آیات کو شمار کرتے جائین اِن آیات عشرہ سے ہمارا ایک استدلال باستعانت مقدمہ اولیٰ تو صحت کو پہنچا - جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ بعض امور کی نسبت آنحضرت پر کئی دنون تک باوجود شدت حاجت وسخت میلان طبیعت کے نزول وحی نہین ہوا اور بعض امور مین عمر بہر وحی کا انقطاع رہا اور اگر وحی امر طبعی وداخلی ہوتا تو یہہ تاخر یا انعدام وحی ہرگز نہوتا - **شائد** اِس استدلال پر حضرات نیچریہ یہہ **اعتراض** کرین کہ طبعی ہونا وحی کا اِسکے غیر محدود ہونیکا مقتضی نہین ہے تاکہ بواسطہ وحی وقت قیامت وروح وغیرہ مغیبات کا علم بہی نبی کے لئے ضروری ہو - دیکہو مچہلی کے لئے تیرنا امر طبعی ہے تو اُسکا یہہ مقتضائے تہوڑا ہی ہے کہ وہ تمام جہان کے دریا وسمندرون سے تیر نکلے اِسکا جواب یہہ ہے کہ تمنے خود وحی کو بلا قید وحصر آلہ انکشاف حقایق اشیاء ٹہرایا ہے اور ان اشیاء کو محدود نہین کیا - جس سے وحی کا غیر محدود ہونا سمجہا گیا ہے اور بواسطہ اِس کے اُن مغیبات کا علم نبی کے لئے ضروری ٹہرایا گیا - اب اگر برطبق مطلبش دربطن شاعر اِس کلام کا یہہ مطلب دل مین رکہتے اور بیان کرتے ہو کہ اُن اشیاء سے بعض اشیاء مراد ہین جو نبی کو معلوم ہو چکی ہین تو بہی ہمارا استدلال (آیات قسم دوم سے نہ سہی) آیات خمسہ قسم اول سے تو صحیح وثابت ہی - جن امور محدود ومحصور کا دریافت کرنا قوت وحی مین داخل تہا اُنمین وحی کا مدت ہا دراز تک کیون تاخر وانقطاع رہا اور عین موقع ضرورت وحالت شوق ومیلان طبیعت پر اُنکو کیون نہ دریافت کیا گیا -

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اسی مچھلی کی نظیر کو دیکھئے۔ جس حد تک مچھلی کے لئے تیرنے کی قوت ہوتی ہے اس حد تک جسیاؤ تیرنا چاہے بشرطیکہ عدم موانع تیر سکتی ہے۔ اسیطرح جن امور کا دریافت کرنا قوت وحی مین داخل تہا ان امور کو صاحب وحی نے بوقت خواہش وحاجت کیون نہ دریافت کرلیا۔ کیا یہہ تعجب کی بات نہین ہے کہ وحی آپ کے طبعی اقتدار مین ہو پہر اسکی ذریعہ سے اپنے گہر کا حال آپ پر نہ کہلے۔ بریرہ لونڈی سے آپ اپنے اہلبیت کی برات کا حال پوچہین اور اپنے دلی مشیر وحی سے دریافت نہ کرین اور اس کشمکش مین مہینا بہر رنج وتردد مین مبتلا رہین۔

ایسے امور کے بروقت شوق وحاجت ومیلان طبیعت کے نجاننے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وحی فوارہ کی مانند اندر سے نہین اُٹہتی اور وہ داخلی امر نہین ہے بلکہ مینہہ کی طرح اوپر سے برستی ہے اور تار برقی کی مانند خارجی امر ہے۔ اسکا نزول وحصول طبیعت نبی کے اختیار مین نہین ہے۔ بلکہ طبیعت اسمین اس بے اختیار آئینہ کے مانند ہے جس پر آفتاب یا کوئی اور فعل مختار فیضان انوار کرتا ہے وہو المدعا۔ **استدلال دوم**۔ بہت سی آیات مین یہہ بہی پایا جاتا ہے کہ جو کچہہ آنحضرت پر وحی ہوا ہے وہ آنحضرت نے بڑی مشقت وجد وجہد سے جبرئیل امین سے سیکہا ہے جب جبرئیل امین وحی لاتے تو آنحضرت صلعم انکے ساتہہ پڑہنے لگ جاتے اور اسمین بہت تکلیف اُٹہاتے۔ چنانچہ اس مضمون کے آیات نمبر ۹ و ۱۰ امین بصفحہ ۶۶ م و ۲۸۴ وغیرہ نقل ہو چکے ہین۔

اور سورہ طہ مین ارشاد ہے کہ اس قرآن کے سیکہنے مین تو جلدی نکر پہلے اس سے کہ تیری طرف اسکا وحی ہونا تمام ہو اور کہہ اے رب میرے علم زیادہ کر۔ تفسیرون مین لکہا ہے کہ آنحضرت صلعم قرآن پڑہنے مین جلد کرتے جبرئیل کی قرات سے فارغ ہونیسے پہلے یعنے ساتہہ ساتہہ پڑہنے لگجاتے خدا تعالی نے اس سے منع کیا یہہ ایسا ہی جو دوسری آیت مین ارشاد ہے۔ اس قرآن کے ساتہہ تو اپنی زبان نہ ہلا کہ وہ تجہے جلد آجائے۔

ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیك وحیه وقل رب زدنی علما۔ (طٰہٰ ع ۶)

قال المفسرون کان النبی صلعم یبادر جبرئیل فیقرأ قبل ان یفرغ جبرئیل من الوحی حرصا منه علی ما ینزل علیه منه فنهاه الله عن ذلك ومثله لا تحرك به لسانك لتعجل به (فتح القدیر علی ما نقله فی فتح البیان ومثله فی التفسیر الکبیر جلد ۶)

مضامین محقق بھاری جنکی اشاعت کا ضمیمہ نمبر ۸ مین وعدہ دیا گیا تہا

نمبر ۱

معجزہ اور قانون قدرت

تفسیر قرآن نیچری خان صاحب مین معجزہ سے انکار ہوا ہے اور اُسپر وما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بہا الاولون کو دلیل ٹہرایا ہے۔

مین کہتا ہون یہہ کہنا ایسا ہے جیسا حضرت مسیح نے کہا ہے چنانچہ متی باب ۱۲ ورس ۳۸ مین ہے تب بعضی کاتبون اور فروسیون نے پہر کے کہا اے مرشد ہم چاہتے ہین کہ تیرا ایک معجزہ دیکہین پر اُس نے اُنہون کے جواب مین کہا کہ اِس زمانہ کے بدذات اور حرامکار لوگ معجزہ ڈہونڈہتے ہین پر اُنہین کوئی معجزہ سوائے یونس نبی کے نشان کے دکہایا نجائیگا (تعلیقات جناب منشی چراغ علی صاحب بجواب پادری عماد الدین لاہوری صفحہ ۴۳) اور معجزہ کے باب مین حکماء و علماء یورپ مختلف ہین جو لوگ پابند کتاب ہین وہ مقر و مثبت معجزہ ہین اور جو ملحد و لامذہب ہین وہ منکر و مکذب ہین اور چونکہ خان صاحب بہادر اکثر ملحدون و لامذہبون کی تقلید کو پسند کرتے ہین اِسلئے انکار معجزہ مین بہی اُنہی ملحدون کی تقلید پر چلے ہین۔

معجزہ کا انکار سب سے پہلے ایک بڑے مشہور ملحد **ہوم صاحب** نے کیا ہے اُسکے بعد جو منکر ہوا ہے اُسیکا مقلد ہے یہانتک کہ اسکا سلسلہ وراثت خان صاحب بہادر کو پہنچا۔

اِس باب مین **ڈی ڈبلیو ٹامس صاحب** ایم اے پرنسپل میتہوڈسٹ اپسکوپل چرچ نے ایک کتاب لکہی ہے جسمین اُن ملحدون کے قول کو رد کیا ہے اور معجزہ کا قانون قدرت کے مطابق ہونا ثابت کیا ہے ہم اسمقام پر اُسکا انتخاب و خلاصہ مطلب نقل کرتے ہین۔ اِسمین ہمنے اتنا تصرف کیا ہے کہ مصنف نے تو اپنی کلام کو صرف اثبات معجزات مسیح سے مخصوص کیا ہے اور ہمنے اسکو عام معجزات کا مثبت بنا دیا ہے

اور نیز اُس نے بخیال الوہیت حضرت مسیح کے معجزات کو مسیح کی طرف منسوب کیا ہے اور اُنہی کو خالق معجزات ٹھہرایا ہے اور ہمنے اُن معجزات کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے جو مسیح اور اسکی والدہ صدیقہ کا خالق ہے باقی مضمون سب اُسی مصنف کا ہے۔

وہو ہذا

جاننا چاہیے کہ لفظ معجزہ کے اصلی معنی وہی ہین جو عجیب کے ہین۔ لیکن یہہ کچھہ ضرور نہین ہے کہ جو فعل عجیب ہو معجزہ کہلاوے ممکن ہے کہ ایک چیز عجیب وغریب ہو اور معجزہ نہ کہلاوے بلکہ فطرت کے مطابق ہو اور ہمکو بوجہہ عدم واقفیت اُن قوانین کے عجیب وغریب معلوم ہوتی ہو۔ پس معجزہ نام اُس فعل کا ہے جو طاقت انسانی سے باہر اور فطرت کے عام قوانین مقررہ سے مختلف ہو جس کو خود خدا نے اپنے کسی حکم یا پیغمبر یا رسول کی تصدیق کے واسطے ظاہر کیا ہو اور ممکن ہے کہ اس معجزہ سے قوانین فطرت مین جنپر قوام دنیا کا موقوف ہے کسیطرح کی مداخلت ظاہری پائی جاوے لیکن وہ درحقیقت مخل قوانین فطرت یا خلاف قوانین علت و معلول کے نہین ہوتا بلکہ عام نظام خلقی کی مقرری قاعدے سے مخصوص ہوتا ہے اِسین اُسمین فرق اتنا ہے کہ جو معلولات نظام خلقی کے قواعد عامہ کے موافق ہوتے ہین انکو ہم فطرت کہتے ہین اور جو اس ترتیب عام سے جدا ہون انکو معجزہ کہتے ہین مثلاً رات و دن کا ہونا اور تغیر ایام اور پتون کا مرجھانا اور گر پڑنا ندیون اور دریاؤن کا بہنا بخارات کا اُٹھنا۔ سب باتین فطرت کے مقرری قواعد کے موافق ہوتی رہتی ہین یعنی نظم و نسق انکا برابر ایک ہی ترتیب سے جاری ہے جس سے خدا کی قدرت کہ وہ جہان کا محافظ اور ناظم ہے ظاہر ہوتی ہے اور معجزات مثلاً مسیح کا مردون کو جلانا اور پانچ جو کی روٹیون اور تھوڑی سی مچھلیون کو اسقدر بڑھا دینا کہ پانچہزار آدمی کھالین اور پھر بارہ ٹوکرے بچ رہین (یا محمد رسول اللہ صلعم کا ابو طلحہ کی دعوت مین ایک روٹی سے ستر یا اسی آدمی کو رجا دینا۔ اور حدیبیہ کے دن ایک چھوٹی سے برتن کے پانی سے پندرہ سو آدمی کو وضو کرا دینا) یہہ سب کام تجربہ کے برخلاف اور طاقت بشری سے باہر ہین اور یہہ خدا کی قدرت کے غیر معمولی عمل ہین اور اسواسطے معجزات کہلائے اور کبھی خلقت کے عام ترتیب

سے بہی معجزات ملے ہوتے ہین۔ یعنی خدا کو اختیار ہے وہ جو چاہے تو انہین چیزون سے جو موافق مقرری قاعدون کے معمولی نتائج پیدا کرتی ہین دفعتہً ایسے نتائج ظاہر کردے کہ جو معمولی نتائج سے بالکل مختلف ہون مثلاً موسیٰ نے دریا پر ہاتہہ بڑہایا اور خداوند تعالےٰ نے بسبب بڑی مشرقی آندہی† کے تمام رات مین

† یہہ مصنف کی راے ہے جو عیسائی مذہب ہے اہل اسلام کا اس مقدمہ مین یہہ اعتقاد ہے کہ یہان غیر معمولی و غیبی اسباب سے کام لیا گیا ہے خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنی لاٹہی دریا کو مار اُس نے لاٹہی ماری تو دریا پہٹ گیا اور پانی کہڑا ہو گیا اور ہر ایک ٹکڑا پانی کا پہاڑ کا سا ہو گیا پس موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتہہ والے اُن درون سے نکل گئے اور فرعون اُنمین پہنچا تو وہ معہ لشکر غرق ہوا۔

فاوحینا الی موسی ان اضرب بعصاک البحر فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم وازلفنا ثم الاخرین وانجینا موسی ومن معہ اجمعین ثم اغرقنا الاخرین (شعراء ۴۶)

واترک البحر رھوا انھم جند مغرقون (دخان ۱۶)

جناب خان صاحب بہادر اس مقدمہ مین ایسی ٹہیڑہی چال چلے ہین جو نہ اہل اسلام کے موافق ہے نہ عیسائیون کے۔ آپ بصفحہ ۹۹ وغیرہ تفسیر پرتزویر کی فرماتے ہین کہ وہان چلتا دریا نہ ٹہر گیا تہا اور نہ پہٹ گیا تہا اور نہ اُس کا پانی خشک ہو گیا تہا۔ بلکہ وہان سمندر مین مد و جزر ہوا تہا جسکو ہندی مین جوار پہاٹا کہا جاتا ہے جب حضرت موسیٰ پہنچے تو جزر یعنی پانی اُترنے کا وقت تہا اسلئے وہ پار اُتر گئے۔ جب فرعون پہنچا تو مد آگیا اسلئے وہ غرق ہوا۔ یہان معجزہ خلاف عادت نہین ہوا۔ اسکا جواب ہمارے مولوی سید الفت حسین صاحب نے رسالہ کشف راز مین جو خان صاحب بہادر کے تاریخی حالات مین مرقوم ہے خوب ادا فرمایا ہے اس مقام مین اُسی کا نقل کرنا کافی ہے آپ فرماتے ہین۔ بہت تعجب و نہایت افسوس ہے کہ پیغمبر نیچر نے مد و جزر کا نام تو سُن لیا مگر ابہی شاید یہہ معلوم نہین کہ جزر کی حالت مین سمندر ایسا پایاب کبہی نہین ہو سکتا کہ فوج پار ہو جاوے۔ ہان پانی پہیلا ہوا سکڑ جاتا ہے وار پار ہونیکے قابل نہین ہو سکتا۔ اور پہر اس قدر جلد اترنا انبوہ کثیر کا نہایت مشکل ہے علاوہ ازین دلدل بہت رہ جاتی ہے۔ اسلئے وہان کو اُترنا پانی سے بہی زیادہ دشوار و بے معجزہ محال ہے۔ سُنا ہے کہ یہہ باتین صاحبزادہ لامذہب سے سُنی سُنائی ہین جغرافیہ حکیم یونان جو بے سند پیش فرمایا ہے اس سے بجز جغرافیہ دانی سابق اور کچہہ ثابت نہین ہو سکتا ہی۔ ہمنے مانا کہ سمندر کی حالت مختلف ہوتی ہے پہلے اُسکا ثبوت بخوبی دو کہ ان دنون خاص ایسی حالت بجز قلزم کی تھی

دریا کو چلایا اور دریا کو سکھا دیا اور پانی کو دو حصہ کیا - دیکھئے کہ پانی کے قدرتی کشش جو اسفل کیطرف ہے اُسوقت مین شدت طوفان اُس کشش کی مانع ہوئی - پس یون کہنا چاہئے کہ خلقت کے ایک قاعدے پر دوسرا قاعدہ دفعتہً غالب آگیا نہ یہہ کہ کوئی امر خلاف قاعدہ فطرت ہوا بایں ہمہ اسکے معجزہ ہونے مین کچھہ کلام نہین وہ ایسا صریحی اور حقیقی ہوا کہ گویا خدا نے بلا علاقہ عام قوانین فطرت یعنی اُن قاعدون کو توڑکر وہ معجزہ دکھلایا پس بلاشک ہم نہین کہہ سکتے کہ وہ امر خلاف قواعد فطرت ہوا شاید وہ فعل کسی اور قاعدہ نامعلومہ کے مطابق جسکو ہم آدمی نہین جانتے وقوع مین آیا ہو الغرض معجزے معنون کی تصریح مینے اِس مقام پر اسوجہہ سے کی ہے کہ خاص اعتراض معجزون پر صحیح معنون کے نہ جاننے

اور اتنی ہی دیر مین مدآگیا جو لشکر فرعون ہوگیا - تعجب کہ انہین نہ معلوم ہوا حالانکہ اِس قدر جلد یکبارگی مدوجزر نہین آسکتا - یہہ کشش تو جون جون چاند گھٹتا بڑہتا ہے اُسی قدر دو دو ہفتہ مین ہوتی جاتی ہے سمندر کے پانی کا اتار چڑہاؤ اسقدر جلد آناً فاناً نہین ہوتا اور راستہ صاف ہونا تو کیسا - اب کوئی تاریخ خاص کسی مورخ نامی کی ایسی لائے جس سے کمال مُیت دانی بھی ثابت ہو کہ وہ مدوجزر مین اختلاف بدر ہتا - **راقم** کہتا ہے بطلان تاویل سہرا یا تسویل جناب پر اور وجوہات بھی شاہد ہین جنکا بیان ہم کسی مستقل تحریر مین کرینگے - **یہہ** بڑی **قوی** وجہہ ہے کہ اگر یہہ مدوجزر ہوتا تو فرعون اور اسکے تمام ارکان دولت دعامہ خلائق کو معلوم نہ ہوتا - ؟ کیا یہہ **تعجب** کی بات نہین ہے ؟ کہ حضرت موسیٰ (جنہون نے حضرت شعیب کی بکریان چراتے ایک مدت عمر بسر کی اور علوم و تجارب دنیاوی سے انکو خبر پوری نہ تھی) مدوجزر کو جانین اور فرعون جو وقت کا بادشاہ تہا اور کمالات دنیاوی مین یہہ دعوی رکھتا تہا کہ ادعاء الوہیت سے نہ چوکا اِس سے بے خبر رہے اور یہہ نہ سوچے کہ وقت عبور موسی تو وقت جزر تہا اب وقت مدآگیا ہے اسمین میرا پار اترنا کہان ممکن ہے -

ایسا ہی قوم موسی سے (جنمین بہتیرے معمر دنیادار و تجربہ کار بھی تہے) **تعجب** ہے کہ وہ بھی وقت جزر کو نہ جانے - لشکر فرعون اور دریا کو دیکھتے ہی پکار اُٹھین کہ بس ہم تو پکڑے گئے پھر حضرت موسیٰ کے صرف اتنے ہی کہنے پر کہ میرا رب میرے ساتھہ ہے مطمئن ہو گئے -

فلما تراء الجمعان قال اصحاب موسی انا لمدرکون قال کلا ان معی ربی سیھدین -

(شعراء ع ۴ -)

اڈیٹر -

سے ہے مثلاً بعضی یہہ اعتراض کرتے ہین کہ جب قوانین فطرت خدا کے بنائے قوانین ٹہرے تو پہر ہمین
تغیر و تبدل یا کسیطرح کی اصلاح کیونکر ممکن ہے یعنی خدا اپنے قانون کو آپ نہین توڑتا پس معجزہ ہونا غیر ممکن ہے
اسکا جواب یہہ ہے کہ واقع مین خلقت کیواسطے کچھہ قاعدے مقرری پائے جاتے ہین جنکو ہم قواعد فطرت کہتے ہین
اور وہ بیشک خدا کے مقرر کئے ہوئے ہین لیکن نفس قواعد پر غور کیجاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالذات
کچھہ قدرت نہین رکہتے کہ کسی نتیجہ کو پیدا کرسکین وہ تو صرف نام ہے اُس طریقہ عام کا جو خدا نے اپنے
جہان کی محافظت کی اور طرحطرح کے تغیرات کیواسطے مقرر کیا ہے یہہ دعوی کہ وقوع معجزے کا غیر ممکن ہے
اسواسطے کہ قوانین فطرت منسوخ نہین ہوسکتے غلط بنا پر ہے معجزہ کسیطرح مخل قانون نہین ہے ہان اسکو ہم
خود تسلیم کرتے ہین کہ جن معجزات کا ذکر کتب مقدسہ مین پایا جاتا ہے اُنکے وقوع سے قوانین عامہ فطرت مین
کسیقدر روک ہوگئی ہے جس سے خدا کی قدرت اور بہی زیادہ صفائی سے ظاہر ہوئی - اگرچہ فطرت کی ترتیب
مین ذرا سا فرق آگیا اور اس قسم کے اختلاف کو جو مین فطرت کے عام قواعد سے مخالفت ہو
نسخ قوانین فطرت کسیطرح نہین کہا جاسکتا - مثلاً مرغی کے بچون کو دیکہو کہ عام قاعدہ اُنکے پیدا ہونیکا
یہہ ہے کہ انڈے مرغی کے تلے رکہے جاتے ہین وہ چند ہفتون معینہ تک اُنکو سیتی ہے یہان تک
کہ بچہ نکل آتے ہین لیکن آجکل بغیر مرغی کے تنور مین انڈون کو مدت معینہ کی گرمی پہنچا کے بچہ نکالے
جاتے ہین تو یہہ طریقہ جدید خلقت کے عام قاعدہ سے بیشک مختلف ہوا - لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ خلاف
قاعدے کے ہوا یا اسمین نسخ قوانین فطرت لازم آیا - اسیطرح گرم ملکون مین گرمی کے موسم مین پانی
کا جمنا فطرت کے عام قاعدے کے خلاف معلوم ہوتا ہے تاہم آدمیون نے ایسی کلین نکالی ہین
جن سے بذریعہ چند مصالحون کے گرمی کے موسم مین برف جمایا جاتا ہے اب اسکو کون کہہ سکتا ہے
کہ خلاف قاعدہ ہوا اس تشریح سے میرا یہہ مطلب نہین ہے کہ جو فعل انسان سے ہو معجزہ ہے یعنی گرمی
پہنچا کر انڈون سے بچے نکالنا یا گرمی مین برف جمانا یہہ بہی معجزہ ہوا نہ یہہ مطلب ہے کہ یہہ مثالین مسیح اور
اُسکے حواریون کے معجزون سے مشابہت کلی رکہتی ہین کہ خدا جو تمام خلقت کا خالق اور تمام قوانین
کا واضع ہے اسکو اپنے سب قوانین اور افعال کا اختیار کلی ہے اور اسی سبب سے وہ ایسی عجیب باتین

جو طاقت انسانی سے باہر ہون دکھلا سکتا ہے اور ایسے عجیب افعال کو ہم اپنی اصطلاح مین معجزات کہتے ہین - ہمارا مطلب اوپر کی تشریح سے صرف اسیقدر ہے کہ جبکہ آدمی گرمی پہنچا کر بچے نکالنے اور گرمی مین برف جمانیسے فطرت کی عام ترتیب مین تغیر کرتا ہے تو خدا نے اگر اپنی قدرت کو فطرت کی عام ترتیب کے موافق نہ استعمال کیا بلکہ کسی خاص و عجیب طور سے یعنی معجزانہ طور پر ظاہر کیا تو کیا استحالہ لازم آتا ہے اگر آدمی مقررہ طریقہ کے بدلنے سے قوانین فطرت کا توڑنے والا نہین ٹہرتا بلکہ اور اسکی عقلمندی ظاہر ہوتی ہے تو خالق بہی اپنی عام ترتیب کے بدلنے سے توڑنے والا نہین ہوسکتا بلکہ اُسکی دانائی ظاہر ہوتی ہے اور جیسا کہ آدمی کے واسطے کچہہ ضرور نہین کہ جو فعل اُس سے سرزد ہو بعینہ اُسی قاعدہ فطرت کے موافق ہو کسیطرحکا فرق نہ پڑے بلکہ صدہا افعال انسان سے ایسے وقوع مین آتے ہین جو عام قاعدہ سے بہت مختلف ہوتے ہین تو اسیطرح خدا جو واضع حقیقی ان سب قانونونکا ہے اُسکے واسطے تو بطریق اولی کچہہ ضرور نہ ہوگا کہ سب بعینہ اُسی عام قاعدہ کے مطابق کرے پس مطلب یہہ ہے کہ خدا جو سب کا مالک ہے گو کیسی ہی غیر محدود قدرت رکہتا ہے اور گو کیسی ہی دانائی اور پاکی اُسکے معجزات سے ظاہر ہوتی ہے اور طریقہ قدرت مین تغیر ہو جاتا ہے لیکن قانون وہی رہتا ہے وہ کسیطرح نہین ٹوٹتا ہے جیسے آدمی اپنی قدرت خلقت مین قوانین مقررہ سے مختلف طور پر ظاہر کرتا ہے اور پہر یہی نسخ قانون نہین کہلاتا - اسیطرح ممکن ہے کہ خدا بہی اپنی قدرت کاملہ سے اور طور پر یعنے قواعد عامہ جیسے اب نظم و نسق جاری ہے اُن کے سوا اور کسی صورت سے ظاہر کرے اب ہمین اسی بحث پر کتب مقدسہ کے معجزات کو مطابقت دینا چاہیے جس حالت مین کہ انگورون سے مے بنتی ہے مسیح نے خدا کی قدرت سے پانی سے شراب بنادی تو عام طریقے سے ذرا جدا ہوا اسی طرح پانچ روٹیون سے کئی ہزار آدمیون کو رجا دینا یہہ بہی قدرت خداوندی کے نئے طور پر کیا یعنے ان دونون صورتون مین اُس نے دفعتاً اُسی کام کو کر دیا جو موافق قاعدہ عام بہت آہستہ اور دوسرے طور پر وقوع مین آتا جسطرح عرق انگورون مین پہنچتا اور پہر اُس سے انگور شربت ہوتے اور پہر اُس سے شراب بنتی اُس نے دفعتاً ایسا کر دیا کہ پانی کی شراب ہوگئی - علی ہذا القیاس روٹی کو سمجہہ لو -

پس پیدا کرنیوالی قدرت کو اِس نئے طور کی قدرت سے وہ ہی نسبت ہی جو بڑے کو چہوٹے سے
یا کُل کو جُزو سے ہوتی ہے - اِن صورتون مین قدرت کا قانون کہ مراد اُس سے صِرف اُس پیدا
کرنیوالے کو اپنی بے انتہا دانائی اور الوہیت کے مطابق ظاہر کرنا ہے خواہ عام طریقہ پر
یا خاص طریقہ سے ہو نہین لوٹتا پس خدا کے قانون کی نسبت یہہ گمان کرنا کہ سوائے اُن عام
قاعدون کے اور کوئی صورت اُسکی تاثیر کی نہین صحیح نہین ہے تو ایسا ہوگا جیسے کوئی طالب علم
اپنے اُستاد سے صِرف ایک دو سبق پڑہکے اُسے ازمادے یا یہہ شیخی مارے کہ مجہے اُسکے سب ہنر
آگئے ہین اگر ثابت ہو جاوے کہ فطرت چند پوشیدہ اور محدود علتون اور معلولات کی جو ہمیشہ تک ایک
رہیگی پابند ہی تو لازم آویگا کہ مذہب بلکہ شان رزاقی خدا کی بہی باطل ہے اور حقوق انسانی محض دہوکا
اور خدا کی بندگی اور نماز حماقت ہی لیکن یہہ خیال خلاف جمہور ہی اسکو کوئی بہی صحیح نہ کہیگا - پس امکان
معجزات کا انکار سخت الحاد ہے خدا کی ذات ہر طرح پر اپنی خلقت سے اعلیٰ اور اولی ہے اور جیسی اسکی
ذات اعلی ہے ویسی ہی اسکی قدرت بہی ضرور ہے کہ اعلی ہو - اور جیسی اُسکی قدرت قدرت انسانی سے
برتر ہے ویسے ہی اُسکے افعال بہی برتر ہونا چاہئے - پس اُسکی قدرت کا انکار کرنا یعنی یہہ کہنا کہ وہ ترتیب
قوانین فطرت نہین بدل سکتا ہے اسکو انسان کے درجہ سے بہی گرا دینا ہے - اسواسطے کہ انسان
ہر وقت مین یہہ قدرت رکہتا ہے کہ قواعد فطرت مین مداخلت کرے اور چاہئے تو اُسکے نتائج بدل دے
مین کہتا ہون کہ ایک ذرا سے بچے مین یہہ قدرت ہی کہ قواعد فطرت کی ترتیب مین فرق ڈالکر مختلف
نتائج پیدا کرے مثلاً فرض کیجئے کوئی لڑکا باغ مین کہیلتے ہوئے کوئی اچہا پہول دیکہے اور اسکو توڑکے
تہوڑی دیر اسکی خوبی و بہار کو دیکہے پہر پہینکدے تو وہ پہول شاخ سے جدا ہونیکے سبب جلد آفتاب
کی گرمی سے مُرجہا جائیگا اگر توڑا نجاتا تو یقیناً قانون فطرت کے موافق زیادہ دنون تک اُسکی
تر و تازگی اور خوشبو قایم رہتی ہے - دیکہئے ایک بچہ مین یہہ قدرت تہی کہ مختلف نتیجہ پیدا کر دیا -
پس جبکہ قانون فطرت ایسا معین نہ ٹہرا بلکہ ایک بچہ مین یہہ قدرت تہی کہ اُسکی ترتیب بدل سکتا ہے
تو کون کہہ سکتا ہے کہ خدا جو سب سے اعلی اور اولی ہے نہین بدل سکتا ہے یا نہین بدلتا ہے علم و تجربہ

سے دریافت ہوتا ہے کہ خدا نے ترتیب خلقت ضرور بدلی ہے خود کرہ زمین سے یہہ بات ظاہر ہے کہ وہ دفعتاً اسی ایک صورت مین نہین پیدا ہوا بلکہ رفتہ رفتہ مختلف ترتیبون سے حالت موجود کو پہنچا ہے چنانچہ یہی علم جمادات سے معلوم ہوتا ہے ایک نوع کی چیزون کا پیدا ہو جانا پھر اُس سے نئے نئی طرح کی مخلوق کا ہونا اور اِس نئی مخلوق کی طبیعتون کے مناسب آب وہوا کا بدل جانا چونکہ یہہ سب باتین ایسی ہین کہ مقرری قواعد نہین ٹھہر سکتے ہین بلکہ خلاف ترتیب مقرری ہین اسواسطے یہہ سب گویا کہ اتنے بہت سی نوع بنوع کے معجزات ہوئے طبقہ زمین کی چٹانین جو نوبت بنوبت بنی ہین حقیقت مین تمام معجزات ہین جو کتب مقدسہ کے معجزات سے بھی زیادہ ہین انبیاء اور حواریون نے جس قدر معجزات بیان کئے ہین وہ کچھہ اُن واقعات سے جو زمین کے معدنیات مین گذرے ہین زیادہ نہین ہین۔ علم جمادات سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آب وہوا مین اور اُس آب وہوا کی وجہہ سے جانورون کی حالات مین بڑا تغیر واقع ہوا ہے۔ گرم ملکون کے جانورون کے بقئے سرد ملکون مین پائے جاتے ہین۔ خلقت مین بہتیری ایسے چیزین ہزارہا برس قبل اس قانون مقرری کے بموجب اِس وقت کے مناسب پیدا ہوئی ہونگی اگر وہ چیزین دفعتاً ہمارے سامنے ظاہر ہون تو ہم انکو ضرور معجزہ کہین قطع نظر اسکے ممکن ہے کہ بہتیرے عالم ہون جنمین قوانین فطرت بعینہٖ وہی ہون جو اِس دنیا مین معجزات کہلاتے ہین۔ پس اگر خدا اُن عالمون مین اپنی قدرت اِس طور پر ظاہر کرے جیسے اِس دُنیا مین ہے تو البتہ وہان کے رہنے والے متحیر ہوجاوین اور اسکو معجزہ کہین کیونکہ اُن کے نزدیک وہ بالکل نئی اور عجیب معلوم ہووین پھر جن باتون کو ہم معجزات کہتے ہین ممکن ہے کہ وہ قواعد فطرت کے مطابق ہون جنکو خدا نے اپنی دینی حکومت کی خاص مصلحتون کے واسطے مقرر کیا ہو جو مدتون کے بعد بوقت ضرورت وقوع مین آتی ہون لڑائی کے قوانین سے ہمارے اِس بیان کی اچھی طرح تشبیہ ہوسکتی ہے مثلاً جب ملک مین صلح اور امن وامان ہوتی ہے تو ہر کام موافق قواعد مقررہ کے ہوتا ہے اور جب کوئی ہنگامہ برپا ہو تو صلح کے قوانین جاتے رہتے ہین اور مختلف قاعدے اور نئے نئے ضوابط مقرر کئے جاتے ہین تسپر بھی نفس قواعد جیسے صلح مین تھے ویسے ہی اِسوقت مین کچھہ نہ کچھہ ضرور ہوتے ہین

صرف اتنا ہے کہ ہیئت قاعدہ کے وقت مناسب بدل دی جاتی ہے لیکن یہہ بھی یاد رہے کہ خدا کا قانون محض جسمانی ہی نہین ہے یعنی حیوانات و نباتات کے طریقہ تمدن پر ہی موقوف نہین ہے بلکہ اس سے عمدہ اور اعلیٰ قانون ہے اور جیسے قوانین خلقت تمام دنیا کے واسطے ہین یہہ اعلیٰ قوانین تمام بنی آدم کیواسطے ہین یعنی مطلب یہہ ہے کہ جیسے جسم کیواسطے کچھہ قاعدے معین ہین ویسے ہی عقل اور اخلاق کیواسطے بھی کچھہ قاعدے پائے جاتے ہین جن سب کا ایک نام الہیات مقرر کیا ہے۔ لیکن اِن سب قوانین روحانی اور جسمانی کی نسبت اگر خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ کل یہی نہین ہین بلکہ یہہ تو اُس کُل کا صرف جُزو ہین خدا کے قاعدے اور مخلوقات اس قدر بیشمار ہین کہ ہماری ناقص عقل اندازہ نہین کرسکتی ہے اور اگر یہہ بھی فرض کرلیا جاوے کہ اسکے سب قاعدہ جہان تک ہمکو معلوم ہین ایک ہی ہین اُسوقت مین بھی ظاہر ہے کہ درجے اُنکے مختلف ہین مثلاً جو عقل و اخلاق سے علاقہ رکھتے ہین وہ قواعد اجسام سے مختلف ہین یعنی اعلیٰ ہین چونکہ روح ذہن سے افضل ہے اسواسطے جو روحانی قاعدے ہین یعنی صفائی قلب سے علاقہ رکھتے ہین ضرور ہے کہ ذہن و عقل کے قاعدون سے بڑھکر ہون۔ اب سوچیے کہ اگر اعلیٰ کے جاری کرنیکیواسطے ادنیٰ کی کچھہ صورت بدل دی جاوے تو کیا قباحت ہوگی اور اسکو کون نسخ قوانین فطرت کہیگا کبھی لفظ ادنیٰ کا نہین ظاہر کرتا کہ وہ اعلےٰ کا تابع و خادم ہے جیساکہ ترتیب الٰہیہ سے ظاہر ہے آدمیون کو ہی دیکھہ لو کہ جسمی نفع کا اگرچہ ناروا بھی ہو روحانی نفع کے مقابلہ مین کچھہ خیال نہین کرتے ہین مثلاً دیکھو عام تعلیم کیواسطے تمام شہریون سے خرچ مدرسہ کا لیا جاتا ہے اس صورتمین عقل دولت کی حاکم ٹھہرتی ہے یا فرض کرو کہ ہم اپنے لڑکے کو کسی جگہہ مدرسہ بھیجنا چاہین اور دیکھین کہ وہان دو مدرسے تعلیم کیواسطے مقرر ہین جنمین سے ایک مدرسہ مین بہت اچھی طرح علم ادب اور کچھہ تھوڑے دینیات ناقص طور پر سکھلائے جاوے اور دوسرے مین خاص دینیات گو کہ اور علوم کا بندوبست اچھا نہو سکھائی جاتی ہو تو ظاہر ہے کہ دینیات کے مدرسہ کو ترجیح دینگے اور دل کو اسکے سامنے محکوم سمجھینگے اسی طرح خیال کیجیے کہ قانون ملکی یہہ ہے کہ رعایا کے مال و اسباب کی محافظت کیجاوے کہ جس طرح رعایا چاہے اُس سے نفع اُٹھاوے لیکن جب سرکار کو کسی عام قاعدے کیواسطے ضرورت روپیہ کی پڑے

تو اُسوقت مالک مال کی رضامندی یا عدم رضامندی کا کچھ خیال نہین کیا جاتا اگر وہ بخوشی نہ دے تو بہ جبر لیا جاتا ہے۔ نوعی فایدون کے سامنے شخصی فایدون کا کچھ لحاظ نہین کیا جاتا۔ اسواسطے کہ کل ملک کا نفع ایک شخص کے نفع پر مقدم ہے پس اگر مال کے نفع پر عقل کا نفع مقدم سمجھا جاتا ہے یا عقل و ذہن کے حقوق ضمیر کے حقوق کے مقابل ملحوظ نہین ہوتے ہین یا شخصی نفع کا نوعی کے سامنے خیال نہین کیا جاتا ہے تو اسکو کون خلاف قاعدہ کہیگا اسمین یہی ہوا کہ ادنی اعلی کی تابع ہوگیا گویا ادنی اعلی مین ملگیا یا یون کہنا چاہیے کہ نفع عام مین خاص بھی ضمناً آگیا اگر یہہ امر وسیع طور سے لحاظ کیا جاوے تو عین منشاء قانونی کے موافق ہے اور جیسا یہہ قانون تہا ویسا اب بھی ہے جیسا ضرور ہے کہ شخص تابع ملک جسم تابع عقل اور عقل تابع اخلاق کے ہووے علی ہذا القیاس خدا کے اور قوانین کا حال ہے کہ ادنی اعلی کے تابع ہے۔ جمادات تابع حیوان کے اور حیوان تابع انسان کے اور اغراض دُنیوی محکوم دینی کی ہین۔ ایسا ہی اگر خدا تعالی نے روحانی و اخلاقی اصول قایم کرنیکے لئے کسی جسمانی قانون کو بدلا مردونکو جلایا یا اندہون کو صرف مسیح کے ہاتہہ لگانیسے بصیر کردیا تو اس سے صرف اتنا ہوا کہ اُسی قدرت الہیہ کی معمولی صورت کو جو ادنی مین پائی جاتی تہی آدمیون کی اعلی زندگی کے واسطے بدل دیا۔ اسمین اُس نے اپنے قانون کی اعلی صورتون کو بڑہایا اور ادنی کی فیاضانہ اور جایز استعمال سے گویا اپنے قانون کو عزت بخشی۔ یہہ ظاہرًا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عام قانون فطرت معجزہ سے ٹوٹ گیا تاکہ روح کا اعلی قانون قایم رہے لیکن یہہ ظاہری نسخ اسکی حقیقی حفاظت کیواسطے نہایت ضروریات سے تہا اس سے کوئی نہ سمجھے کہ ہمین قوانین مقررۂ فطرت سے انکار ہے ہماری تسلیم فقط یہہ ہے کہ ادنی درجہ کے قانون کی ظاہری صورت کو اعلی سے بدل دینا قوانین فطری کے عین موافق ہے۔ ہمارا اقرار ہے کہ ایسے قواعد کا مقرر ہونا حیات انسانی کے واسطے ضروریات سے تہا اگر طلوع اور غروب آفتاب کا کوئی وقت مقرر نہ ہوتا جیسا اب ہے اور موسم و فصل کی کچھ قید نہ ہوتی اور بیجون کا اپنے اقسام کے پہل لانا ضروری و یقینی نہ ہوتا تو کیسی مصیبت کی حالت مین ہم بنی آدم ہوتے۔ اسی مقرری طریقہ کے سبب ہم اپنی زندگی کے حالات کا حساب کرسکتے ہین اور ٹہیک وقت پر کام کرتے

اور آرام اُٹھاتے اور کہانا کہاتے ہین اگر کوئی ضابطہ یا قانون ایسا نہ ہوتا جسکے مطابق دُنیا کا نظم و نسق جاری ہوتا تو بیشک معجزہ کا بھی وجود نہ ہوتا ہر امر بے قاعدہ ہوتا جسکی وجہہ سے کوئی مذہب بھی ثابت نہوتا اسواسطے کہ وجود ایمان کا اُسوقت مین غیر ممکن ہوتا اگر آدمی پہلے سے فطرت کے قواعد مقررہ کے ادنی صورتون پر کاربند نہوتا تو کسی چیز پر اسکا اعتقاد اور بھروسہ نہو سکتا۔ بلکہ اُس وقت مین تمام مذہبی باتین اور ذہنی نتائج اور تمام عجیب عجیب کام جو خدا کہلاتا ہے سب کے سب اتفاقی سمجھے جاتے یعنے لوگ یہہ سمجھتے کہ اتفاق سے ہوگئے پھر کبھی نہین وقوع مین آوینگے نہ کوئی خاص غرض انسے ہے۔ پس نظر بوجوہ بالا یہہ دعوی ہمارا کہ باوصف مقرر ہونے قوانین فطرت کے وقوع معجزہ کا ممکن ہے بلکہ یہی قوانین مقررہ امکان معجزہ کی دلیل ہے یعنی خاصکر انہین معجزون کے ممکن ہونیکے واسطے قوانین فطرت مقرر کئے ہین نہایت صحیح ہوگا۔ انسان کا دینی اور ابدی نفع دُنیا کے ہر کام پر کہ چند روزہ ہے بیشک مقدم ہے حیات ابدی کے مقابلہ مین دنیا کی تمام نعمتین اور برکتین کچھہ بھی حقیقت نہین رکھتی ہین اور درحالیکہ یہہ ساری نظم و نسق فطری ہماری دُنیاوی حیات کے لئے کارآمد ہین تو ظاہر ہے کہ دین کے واسطے تو بطریق اعلی مفید ہونگی اسی سبب سے معجزہ کا ہونا ہی اگرچہ فطرت کا بندوبست مقرری بھی ہو ممکن ہے بلکہ امکان معجزہ کا اسی لئے ہوا کہ فطرت کے قواعد مقرری ہین۔ پس اگر مذہب آدمی کیواسطے سب سے عمدہ چیز ہے تو کیا یہہ ضرور نہین کہ وہ اور چیزون کی نسبت زیادہ مقرری ہو اظاہر ہے کہ تمام ادنی درجہ کی مخلوق اعلی مخلوق انسان کے تابع ہین۔

الغرض معترضون کا پہلا اعتراض جو ہے کہ فطرت کے قوانین مقرری ہین اسوجہہ سے وقوع معجزہ کا غیر ممکن ہے کیونکہ خدا جو قدیم و غیر متغیر ہے اپنے قوانین کو آپ نہین بدل سکتا۔ اُسکا جواب جیسا کہ اوپر گذرا دیکر اور یہہ ثابت کرکے کہ معجزہ نسخ قانون نہین بلکہ اُسی قانون فطری کی ادنی صورتون کی ہیئت مین کر دینا معجزہ کہلاتا ہے جس سے نفس قانون کی خوبی اور بڑہجاتی ہے اور یہہ ثابت کرکے کہ وقوع معجزہ کا جس بنا پر غیر ممکن سمجھا گیا تھا اُسی بنا پر ممکن ہے یعنے اگر خلقت کیواسطے کچھہ قاعدے مقرر نہ ہوتے تو معجزہ کیونکہ ہوتا۔ اب ہم دوسرے اعتراض کا یعنی یہہ کہ معجزہ کا ثبوت یقینی نہین

اسواسطے لایق اعتبار نہین جواب دیتے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دوسرا اعتراض پہلے ہی پہل ایک بڑے مشہور ملحد ہوم صاحب نے کیا ہے اُسکے بعد اورون نے اسکی تقلید کی ہے غرض وجوہ خاص اس اعتراض کے جو ہین اُنمین پہلی وجہ یہہ ہے کہ معجزہ مستلزم نسخ قوانین فطری ہے اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ چونکہ وہ خلاف تجربہ ہے صرف گواہی سے اُسکا ثبوت نہین ہوسکتا ہے بلکہ اِس صورت مین معجزہ کے یقینی جاننے کی نسبت گواہی کا باطل سمجھنا زیادہ یقینی ہے اِس اعتراض کا جواب جہانتک نسخ قوانین سے تعلق رکھتا ہے ہمنے پہلے ہی دیدیا ہے یہہ دعوی سرے سے ہی غلط ہے ہم نے خوب ثابت کردیا ہے کہ جسکو لوگ غلطی سے منسوخ ہونا کہتے ہین وہ درحقیقت منسوخ ہونا نہین ہے بلکہ وہ صرف تغیر ہیئت ادنی کا اعلی کیطرف ہے کیونکہ جس حالت مین معجزہ قوانین مقررہ کو بالعوض توڑنیکے اور زیادہ قایم کرتا ہے اور تقویت دیتا ہے تو یہہ اعتراض کہ وہ نسخ قوانین فطرت ہی خود بخود باطل ہوجاتا ہے۔ رہا یہہ امر کہ معجزہ کے یقینی جاننے سے گواہی کا باطل سمجھنا آسان ہے سو اسکے جواب مین یہہ ضرور سمجھنا چاہئے کہ معجزات کسی عام شہادت سے ثابت نہین ہوئے بلکہ خاص طرح کی شہادت سے ہم خود کہتے ہین کہ ممکن ہے کہ بعضی گواہی غلط ہو لیکن یہہ نہین ہوسکتا کہ ہر طرح کی گواہی یک قلم غلط ہو کیونکہ بعض قسم کی گواہیان ایسی بھی ہین کہ غلطی و فریب سے بالکل خالی ہین یہانتک کہ ہم کہہ سکتے ہین کہ یہہ امر اُنمین ممکن نہین۔ †

نمبر ۲

نیچر اور اسلام

آنریبل صاحب بہادر نے یہہ بھی دعوی کیا ہے کہ اسلام نیچر ہے اور نیچر اسلام اسمین دو وجہ سے بحث ہے اول یہہ کہ نیچر کوئی چیز مشخص و منضبط جسمین تغیر واقع نہو نہین ہے اور اس کا کوئی عام رول دکلی قانون نہین ہے پھر وہ اسلام یا اور مذہب حق جس کا انضباط و پائدار ہونا ضروری و مسلم ہے کیونکر ہوسکتا ہے۔ حکما انگلستان سے بعض لوگون نے کہا ہے

---

† اس سے مراد وہ شہادت ہے جو تواتر سے ثابت ہو اسکا یقینی اور صادق ہونا مطالب عالیہ وغیرہ کتب کلام مین مدلل مذکور ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

مضمون محقق الہ آبادی

اسلام نیچر نہین نیچر اسلام نہین

آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی نے تہذیب الاخلاق مطبوعہ ذیقعدہ ۹۷ھ مین اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلام فطرت ہی اور فطرت اسلام ہے۔ اسمضمون کے لکھنے سے آپنے خود بھی دھوکہ کھایا اورون کو بھی دیا۔ ہم آپ کی خاطر سے اس آرٹیکل کے بابت قولاً قولاً بحث کرتے ہین تاکہ اُن کو اور دوسرے ناظرین کو فایدہ ہو **قولہ** اگر نیچری ہونیمین بجز اسکے اور کچھ نہین ہے کہ موجودات عالم اور اُنکے باہمی تعلقات پر اور اُن تعلقات سے جو نتایج حقہ پیدا ہوتے ہین الخ † **اقول** خدا کی حکمتون اور قدرتون کو غور کی نظر سے دیکھنا اور اُن سے خدا کے وجود پر استدلال کرنا بیشک مناسب اور ضروری ہے اس سے کسیکو انکار نہین لاکن اس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ ہم اپنے آپ کو نیچری کے نام سے موسوم کرین خدا نے قرآن مجید مین اپنی قدرتون اور حکمتون پر غور کرنیکو کہا ہے اور عقل بھی اُسکو مستحسن خیال کرتی ہے مگر انہی قدرتون کو ایک دین اور مذہب قرار دینا کم فہمی ہے کیا اگر کوئی بادشاہ کسی اپنے غلام کو حکم دے کہ تو میری

† اس قول کا تتمہ یہہ ہی "ان پر غور کیجاوے اور انکی دلالت اور ہدایت سے انکی صانع کا یقین کیا جاوے کیونکہ موجودات کی صنعت اسکی صانع پر دلالت کرتی ہے اور جس قدر زیادہ اور کامل علم صانع کا ہوتا ہے اُسیقدر صانع کی معرفت کامل ہوتی ہے" تو شرع مین نیچری ہونیکی ہدایت ہے۔ خدا نے قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ "اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض وما خلق اللہ من شیئ۔ اس آیت سے صاف صاف نیچری ہونیکا حکم پایا جاتا ہے۔ پھر خدا تعالی نے ابراہیم کی نیچری ہونیکی بزرگی کو بتایا ہے جہان فرمایا۔ وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض" پھر اس نیچری ہونیکی بزرگی کے بیان ہی پر بس نہین کیا بلکہ اسکا حکم بھی دیا جہان یون فرمایا کہ افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت پھر ایک جگہہ فرمایا الذین یتفکرون فی خلق السموات والارض علاوہ اسکے اس قسم کی بہت آیتین ہین جنمین نیچری ہونیکی ہدایت ہے۔ "نیچر" جسکو خدا نے فطرت کہا اسلام کا دوسرا نام ہے۔

(اڈیٹر اشاعۃ السنۃ)

بزرگی اور بڑائی کو میری خدم وحشم اور اسباب سے وزن کیا کرتو غلام پر لازم ہے کہ اُن خدم وحشم اور اسباب کو بادشاہ کے سارے احکام اور اصولون کا مصدر اور منبع قرار دے افسوس ہے کہ سید صاحب نے لفظ فطرت سے نیچری بننا تو سیکھ لیا مگر اور کئی ایک صریح آیات اور نصوص سے منکر ہو گئے حشر اجساد اور دوزخ وبہشت وغیرہ کی بابت صدہا آیتین صادر ہو چکی ہین اُن سے برابر اعراض اور انکار ہے خداوند کریم جو لوگون کو اپنی صنایع اور حکم کے دیکھنے کیطرف توجہ دلاتا ہے اُس سے صرف اتنا ہی منشا ہے کہ انکو دیکھکر میری بزرگی اور حکمت اور قدرت کے قایل ہو نہ یہ کہ انکو مصدر احکام الہی اور منبع اصول مذہبی سمجھ لو فطرت کسی وجہ سے مرادف اسلام نہین ہو سکتی کیونکہ ہر ایک شے کی فطرت دوسری شے سے الگ اور جُدا ہے اور اسلام اپنے اصولون اور احکام مین ایک ہی صورت اور پٹری پر قایم اور ثابت ہے غور سے معلوم ہوتا ہے کہ فطرت عموماً دو قسم پر منقسم ہے عامہ اور خاصہ عامہ وہ فطرت ہے جو ہر ایک نوعمین بالعموم پائی جاتی ہے جیسے انسانون کا دو قدمون پر چلنا اور بہایم کا چار پاؤن پر۔ خاصہ وہ ہے جو ہر ایک فرد کے ساتھہ مختص ہے سکاٹی صاحب کے قول کے بموجب فطرت عوارضات کی حدوث اور لحوق سے بدل بھی جاتی ہے جیسے درخت رنگترہ کی فطرت تو یہہ ہے کہ اُس سے رنگترہ ہی پیدا ہو مگر میٹھیا کا پیوند کرنیسے میٹھے لگنے شروع ہو جاتے ہین جب فطرت کوئی خاص اور مشخص شے نہین ہے بلکہ موجودات الہی کے خصایص طبعی اور عوارضات قدرتی کا نام ہے تو اُسکو اسلام کا مرادف بنانا ایک کمزور خیال ہے سید احمد صاحب آیتہ کریمہ فانظر الی الجبل سے اپنے آپکو اور اسلام کو نیچری ثابت کرتے ہین صاحبو اگر خدا کی موجودات دین اسلام کے مرادف ہوتی اور پہاڑ دین محمدی کے اصولون مین سے ایک دینی اصول قرار پاتا تو اِس آیت کی تنزیل کی کیا ضرورت تہی لو انزلنا ھذا القران علی جبل لرایتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ الخ خدا فرماتا ہے کہ اگر یہہ قرآن پہاڑون پر نازل کیا جاتا تو وہ خوف الہی سے لرزہ

† اسکی تفصیل باتمثیل محقق بہاری کے مضمون نیچر کے ذیل مین ہے۔ اڈیٹر۔

‡ راقم نے اِس بات کو بڑے زور و شور سے اشاعۃ السنہ نمبر ۳ و ۴ جلد ۲ مین ثابت کیا ہے جسکا جواب آجتک طرف ثانی نے نہین دیا اور نہ کوئی آیندہ دیسکتا ہے۔ اڈیٹر۔

کہا جاتی - جب جبال جنکو سید احمد صاحب نیچر اور قرآن اور اسلام قرار دیتے ہین قرآن اور اسلام تہے
تو پہر یہہ آیت جس سے صاف طور پر نیچر اور قرآن مین تمیز ہوتی ہے کیون نازل ہوتی پہاڑ تو قرآن
اور اسلام کا مرادف تہا اُسکو خشیت سے کیا علاقہ اگر سید احمد صاحب کے اقوال کو صحیح مانا جاوے تو
اِس آیت کے یہہ معنی ہونگے اگر قرآن قرآن پر نازل کیا جاتا تو قرآن خشیت الہی سے کانپ جاتا کیا کوئی دانا
آدمی اِن معنون کو صحیح خیال کریگا ہرگز نہین - اگر ہم سید احمد صاحب کے بہروسہ پر اس امر کو مان بہی لین
کہ اسلام نیچر کا مرادف ہی تب بہی بڑے بڑے ادق اور لاحل اعتراضات اور خدشات سی پیچہا نہین
چہوٹتا - فرض کرو کہ اسلام فطرت کا مرادف ہی اور فطرت ہر ایک شے کو حاصل ہے اور وہی فطرت
اسلام ہے - اِس سے قرآن کا نزول اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو بٹہ لگتا ہے اِس وجہہ سے
کہ جب ہر ایک شخص بجائے خود فطرت کی ہونیسے مسلمان ہے تو پہر قرآن کے نزول اور نبیون کی بعثت
کی کیا ضرورت ہی کسواسطی کہ آپکے قول کے بموجب ہر ایک شخص کو فطرت حاصل ہی اور وہ ہی فطرت اسلام ہے
قرآن کے نزول اور بعثت آنحضرت سی تحصیل حاصل لازم آتی ہے وہذا خلف - دوسرا یہہ کہ ہر ایک
شخص دین اختیار کرنیکی طرف راغب ہے چاہتا ہے کہ کسی دوسرے شخص کے تحقیقات کو وزن کرکے دیندار
بنے جب لوگون کی فطرت مین مذہب و دین داخل تہا تو پہر ایک انسان باوجود اِس فطرتی خاصہ کے
موجودگی کے دوسرون کی طرف کیون دوڑتا ہے لازم تو یہہ تہا کہ اپنی فطرت سے مدد لیکر نجات کا
طالب ہوتا مگر اُسکی اُلٹی پٹڑی جم جاتی ہے نہ تو اُسکو فطرت اِس اضطراب کیوقت پہاڑونکیطرف رغبت
دلاتی ہے اور نہ چاند سورج کیطرف سیدہا بزرگون اور نبیون کیطرف ہی چلتا ہے - اگر سید صاحب یہہ کہتے
کہ انسان فطرت کی تقاضا سے ایک قانون الہی اور اقتدا نبی کا محتاج ہے تو شاید بن پڑتی - اسلام کے
اصول اور احکام مشخص اور حل شدہ ہین انمین کسی قسم کا نقص اور کمزوری نہین پائی جاتی فطرت جس سے
اسلام کو نسبت دیجاتی ہے مجہول الکیف ہی کسی حکیم اور نیچری نے آجتک باوجود شب و روز کی کوششون
اور محنتون کے حقایق الاشیاء اور دقایق فطرت کو معلوم ہی نہین کیا حکیم بارہتولن اور ارسائیڈس
کا قول ہے کہ حقایق الاشیاء کا حیطہ قدرت مین آنا ہے ناممکن اور محال ہے اِس دلیل سے کہ حضرت جل جلالہ

کی حکمتین اور قدرتین دن بدن ترقی پکڑتی جاتی ہین اور انسانون کی عقلین بشریت کے تقاضا سے اُنپر حاوی اور محیط نہین ہوسکتی **کارن** صاحب کہتے ہین کہ جو شخص یہہ دعوی کرے کہ مین حقایق الاشیا پر محیط اور حاوی ہو گیا ہون یا کسی وقت مین ہو جاؤنگا مین اُسکو پاگل اور مجنون جانتا ہون وہی صاحب فرماتے ہین کہ گو مین بہی علم ہیئت کا قایل ہون مگر سچ یہہ ہے کہ اجرام سماوی کی بابت جو ہزارون برس تک تحقیقات کی گئی ہے اُس سے اضطراب اور تذبذب کے سوا کچہہ بہی حاصل نہین ہوا۔ ایک حکیم کچہہ کہتا ہے اور ایک کچہہ فلاسفرز اور حکیمون کا اختلاف ہی شاہد ہے کہ آجتک کسی فلاسفر اور حکیم کو حقایق الاشیا کے ادراک کی ڈگری حاصل نہین ہوئی سب کے سب مضطرب اور بیقرار ہین البتہ الہام اور اسلام سے ان امورات کی بابت سیدہی طور پر تسلی ہو جاتی ہے حشر اجساد کی بابت فلاسفرون نے تنگ آکر انکار ہی کر دیا افسوس اس بات پر دہیان نکیا کہ جس نے پہلے نابود سے موجودات کو بود کیا کیا وہ پہر پیدا نہ کر سکیگا۔ جب فطرت کامل طور پر معلوم نہین اور اُسکو کوئی شخص ایک حاطہ مین محاط اور محصور نہین کر سکتا تو اسلام کو اُس سے مقارن اور مرادف کہنا زور آوری نہین تو اور کیا ہے اسلام کے پورا اور کامل کرنیکے بابت حضرت رب الافواج قرآن مجید مین صاف طور پر فرماتے ہین الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الخ اگر اسلام قانون قدرت کا مرادف ہوتا تو ضرور یہہ حصہ یعنی تکمیل اور اتمام اُسکو بہی ملجاتا مگر یہان تو کوسون کا فرق ہے **قولہ** اسلام ایسا سیدہا مذہب† ہے الخ۔ **اقول** اسمین کچہہ شک نہین کہ اسلام سارے مذاہب اور ادیان سے صاف اور سیدہا ہے مگر سید صاحب کا یہہ بڑا بول بولنا کہ معروف لامذہبی

† تتمہ اس قول کا یہہ ہے۔ کہ لامذہبی بہی جو لوگون نے اپنے خیال مین سمجہہ رکہی ہے درحقیقت اسلام ہی کا ایک نام ہے عدم محض کا تو وجود ہی نہین۔ پس لامذہب بہی کوئی مذہب رکہتا ہوگا اور وہی اسلام ہے۔ مذہب اُن رسوم اور قیود سے ممیز ہوتا ہے جنسے ہر ایک مذہب مقید و ممیز ہے۔ اُن قیود اور ممیزات کو نہ ماننا لامذہبی کہی جاتی ہے۔ پہر اگر تمام جہان کے مذاہب کی اُن قیود و ممیزات کو جنسے ایک مذہب دوسرے سے ممیز ہوا ہے نکال ڈالو تو بہی کوئی ایسی چیز باقی رہیگی جو بلا تخصیص ہوگی یعنی اسکی تخصیص مذہبًا دون مذہب نہ ہوگی اور وہی لامذہبی ہوگی اور وہی اسلام ہے اور وہی عین نیچر اور عین فطرت ،، — اڈیٹر

بہی اسلام ہے اور لامذہبون کا جو طریقہ ہے وہی اسلام ہی کمال خوش فہمی پر دلالت کرتا ہے مین نہین جانتا
کہ سید صاحب نے لامذہبی کو کیا خیال کر رکہا ہے اسمین کچہہ شک نہین کہ ہر ایک اصول اور طریقہ کا واضح اور بانی ہی
اپنے اصولون اور طریقون کی علتون کو بیان کر سکتا ہے جناب من لامذہبی تو اُس طریقہ کا نام ہے جسمین مرسل
و نبی و کتاب و فرائض و سُنن کو قطعاً جہوٹا و لغو خیال کیا جاوے۔ حلال و حرام مین مطلقاً فرق اور تمیز نہ کیجاوے
اگر حضور کو اعتبار نہ ہووے تو جان کلارک لامذہب کے خیالات دیکہہ لین۔ یہہ تو لامذہبی ہوئی اب اسلام کو دیکہئے
کہ وہ کس طریق اور اصول کا نام ہی بانی اسلام سی جب اسلام کی بابت سوال کیا گیا تو جواب مین کہا گیا کہ۔
(الاسلام ان تشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وتقیم الصلوۃ وتؤتی الزکوۃ وتصوم رمضان وتحج البیت
ان استطعت الیہ سبیلا والایمان ان تؤمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتؤمن بالقدر خیرہ
وشرہ متفق علیہ) نصوص قرآنیہ اور آیات کلام الہی بہی انہین باتون اور عملون کو اسلام سی موسوم کرتی ہین
چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (ویقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ) ایک اور سورت مین مسلمانون اور مومنون کی ایک
خاص نشانی اور علامت بیان کی گئی ہے ارشاد فیض بنیاد ہوتا ہے (کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون
بالمعروف وتنہون عن المنکر) اسی آیت کریمہ کے موافق حضرت نے ارشاد فرمایا ہے (لا یزال من امتی
امۃ قائمۃ بامر اللہ) اوپر کی آیت کریمہ اور حدیث شریف مین حضرت جل جلالہ اور اُسکے حبیب نے اسلام کے علامات
اور خواص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے وابستہ کر دیا جب قرآن اور بانی اسلام کے ارشاد فیض بنیاد سے
اسلام مین اوامر اور نواہی کی قیود کا پایا جانا ثابت ہو گیا تو لامذہبی سے نسبت دینا بڑی بے ادبی اور
تحقیر ہے توبہ توبہ کجا اسلام اور کجا لامذہب مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ اگر سید صاحب بانی اسلام
اور نصوص قرآنیہ کی شہادت سی اسلام کو عبادات اور ضروری اوامر و نواہی سے جنکو لامذہب عموماً وضعی جہوٹا
خیال کرتے ہین معرا ثابت کر دیتے تو موافقت آجاتی۔ مگر جب اسلام نصوص قرآنیہ اور بانی اسلام کی
شہادتون سے مربوط بالاوامر والنواہی والعبادات ہے تو پہر اُسکا لامذہبی سے مشابہت دینا ایک ہٹ دہرمی
نہین تو اور کیا ہے۔ **قولہ** اسلام کے اصلی اصولون کے موافق وہ شخص جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو نہ کسی
اوتار کو نہ کسی کتاب الہامی کو اور نہ کسی حکم کو جو مذاہب مین فرض و واجب سے تعبیر کئے

گئے ہیں † الخ اقول سید صاحب نے اس قول میں تو ساری کتابوں اور انبیاء علیہم السلام سے انکار ہی کر دیا ہے مگر اپنے قول کو دلی اوہام اور وساوس کی مدد سے ہی تقویت دی نہ قرآن کو ساتھ لیا اور نہ حدیث کو نہ توریت کو نہ انجیل کو نعوذ باللہ سید احمد کے خیالات کی رو سے ایسا شخص جو الہامی کتابوں اور اسکے مرسلین کو نہ مانتا ہو مسلمان ہے، بانی اسلام اور قرآن تو گواہی دے کہ ایسا شخص کافر بلکہ اکفر ہے اور ہمارے سید صاحب اسکو مسلمان قرار دیں عقل کا پیر یا بدیہی اسکو کہتے ہیں قرآن مجید میں حضرت جل جلالہ نے صاف طور پر فرمادیا ہے کہ جو شخص میری کتابوں اور رسولوں کو نہیں مانتا کافر ہے چنانچہ سورۃ النساء رکوع ۱۲ میں ارشاد ہوتا ہے ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ھم الکفرون حقا ترجمہ تحقیق جو لوگ منکر ہیں اللہ سے اور اسکے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اسکے رسولوں میں فرق ڈالیں اور کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور بعضوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ نکالیں ایک راہ اسکے بیچ میں سے یہی لوگ کافر ہیں سچ مچ۔ اے ناظرین باتمکین ذرا غور اور انصاف سے اس آیت کریمہ کو پڑھیے اللہ فرماتا ہے کہ جو لوگ میری اور میرے رسولوں میں سے انکار کر کے اور راستہ نکالیں گے وہ سچ مچ کافر ہیں۔ سید احمد صاحب اس آیت کے بموجب چاہتے ہیں کہ رسولوں اور الہامی کتابوں سے

---

† اس قول کا تتمہ یہ ہے۔ اور صرف خدا واحد پر یقین رکھتا ہو کوئی ہی ہندو نہیں زردشتی ہی نہیں موسائی ہی نہیں عیسائی ہی نہیں محمدی ہی نہیں پھر کون ہی مسلمان گو ہمنے ایسے شخص کے محمدی ہونے سے انکار کیا مگر اسکا محمدی ہونا ایسا ہی لازم ہے جیسا کہ اسکا مسلمان ہونا کیونکہ انہیں کے بدولت وہ مسلمان کہلایا ہے پس وہ بھی درحقیقت محمدی ہے پر ناشکرا محمدی جیسے ہمارے زمانہ میں بعض فرقے ہیں جو غالباً توحید ذات باری پر بکمال یقین رکھتے ہیں اگر کہو کہ وہ کافر ہیں تو غلط ہے کیونکہ کافر تو نجات نہیں پائیگا مگر موحد سے تو خدا نے نجات کا وعدہ کیا ہے یہاں فرمایا ہے وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاری تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین بلی من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون سورہ الم بقر آیت ۱۰۵ و ۱۰۶۔ اور پھر ایک جگہ فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما سورۃ النساء آیت ۱۸ اور محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا من شھد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بھا قلبہ فدخل الجنۃ پس جو شخص اس کلمہ پر یقین کرتا ہو وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی ہے۔ اڈیٹر۔

منکر ہوکر ایک اور راستہ پیدا کرین یہہ امت نیچریون پر خوب چسپان ہے گویا نیچریون کے حق مین پیشگوئی ہے کہ وہ ماورائے اسلام ایک اور راستہ نکالین گے افسوس خدا تو رسولون کے منکرین کو کافر بناوے اور حضرت سید احمد صاحب مسلمان - پہر سورۃ نساء رکوع ۲۰ مین ارشاد ہوا ہے یایہا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ والکتب الذین انزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ والیوم الاخر فقد ضل ضلال بعیدا - یعنی اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ اور اُسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے اُتاری پہلے اور جو کوئی منکر ہوا اللہ سے اور اُسکے فرشتون سے اور اسکی کتابون سے اور اُسکے رسولون سے اور آخر روز سے پس بالتحقیق وہ دور کی گمراہی مین پڑا - بیضاوی یون کہتا ہے امنو باللہ ورسلہ والکتب الذی انزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل اثبتوا علی الایمان بذلک وداوموا علیہ وامنوا بہ بقلوبکم کما امنتم بلسانکم وامنوا ایمانا عاما یعم الکتب والرسل فان الایمان بالبعض کلا ایمان - اس آیت مین بہی خداوند کریم نے منکران مرسلین اور کتب الہامی کو کافر اور گمراہ کہا ہے اور ایک اصول قایم کر دیا ہے کہ اگر کوئی شخص کتاب اور رسول کو نہ مانیگا تو اسکو گمراہون اور کافرون مین محسوب کیا جاویگا سید احمد صاحب فرماتے ہین کہ علماء کے اصولون کو ہم نہ مانین گے اچہا نہ مانین ان نصوص کو تو قبول کرین - دیکہو صاحبو قرآن مجید تو منکرین کتب اور مرسلین کو بہ صدائے بلند گمراہ اور کافر کہہ رہا ہے اور ہمارے سید صاحب خمر نیچر کے نشہ مین سرمست ہوکر مسلمان بنا رہے ہین ھذا بہتان عظیم افسوس سید صاحب کو نیچری دُہن نے اس قدر ناچار کر دیا ہے کہ صریح نصوص اور آیات کا بہی خیال نہین رہتا کوئی ہے کہ ہمارے سید احمد صاحب کو ہوش مین لاوے اور کہے کہ علماء کے اصول اور قول تو درکنار آپ تو قرآن سے ہی منکر ہوئے جاتے ہین - سورہ انعام کے رکوع ۱۹ مین ارشاد ہے وھذا کتاب انزلنہ مبارکا فاتبعوہ واتقوا لعلکم ترحمون یعنی یہہ کتاب مبارک ہمنے نازل کی پس اُسکی تابعداری کرو اور خدا سے ڈرو شاید کہ تم رحم کئے جاؤ - سورہ بقر رکوع ۱۴ مین ہے الذین اتیناھم الکتب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یومنون بہ ومن یکفر بہ فاولئک ھم الخسرون - ایک دوسری آیت مین یون فرماتا ہے - اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ایک اور آیت مین کہا گیا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ

فاتبعونی یحببکم اللہ یہہ آیتین پورے طور پر مشاہد ہین کہ جو شخص خدا کی کتاب اور اُسکے رسولون کو نہ مانیگا قطعی گمراہ اور کافر ہوگا۔ مین نہین جانتا کہ سید احمد صاحب کی عقل اور فہم کو کیا ہوگیا قرآن مجید کو اپنے تحقیقات اور اقوال کے صریح منافی پاتے ہین پہر اُسی پر اڑے جاتی ہین۔ سید احمد صاحب نے آیت قالوا لن یدخل الجنۃ الخ۔ جو نقل کے ہی اُس سے نفس دعوی کو کچہہ بہی علاقہ اور نسبت نہین ہی من اسلم سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ منکرین کتاب الہی اور مرسلین کافر نہین ہین جب خداوند کریم نے اسلام کی تعریف ہی یہہ کی ہے کہ اسکی کتاب اور رسولون پر ایمان لانا تو اسکے مخالف کیونکر مراد لیجاوے اوپر کی نصوص اور آیات سے بڑے زور سے ثابت ہو رہا ہے کہ اسلام تصدیق کتب الہامیہ اور مرسلین کا نام ہے خدا نے اِس آیت کریمہ مین لفظ من اسلم سے مراد لی ہے کہ جو شخص وجہہ للہ مسلمان ہوا (جسکی تعریف دوسری آیات مین بیان ہوئی ہے) اُسپر کچہہ خوف اور اندیشہ نہین خدا تو اسلام سے تصدیق مرسلین اور کتب الہامیہ مُراد لی اور ہمارے سید احمد صاحب نیچر کے دُہن مین اور ہی پہلو پر چلے۔ جب خدا نے قرآن مین صدہا جگہہ صریحاً و کنایۃً اور حضرت محمد مصطفے صلعم نے اپنی احادیث مین جو بفحوائے لا ینطق عن الھوی درست اور صحیح ہین اسلام کو تصدیق مرسلین اور کتب الہامیہ اور بجا آوری فرائض سے وابستہ اور مربوط کیا تو ہم من اسلم سے سید صاحب کی مراد کو کس طرح پر بجا اور درست سمجہین ہان اگر خدا اسلام کو سید کے خیالات کے موافق قرار دیتا تو ضرور مان لیتے۔ اِسی قول مین سید احمد صاحب نے آیت ان اللہ لا یغفر الخ اور حدیث نبوی من شہد ان لا الہ الا اللہ سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ جو شخص خدا کی کتاب اور رسولون سے منکر ہو وہ مسلمان ہے نعوذ باللہ منہا خدا جانے سید صاحب کی انصاف اور عقل کو کیا ہوگیا۔

شاید سید صاحب کے زعم مین شرک صرف گور پرستی اور عبادات اصنام ہی کا نام ہے جناب من شرک چار قسم پر ہے۔ شرک فی الذات۔ شرک فی الصفات۔ شرک فی العبادات۔ شرک فی الاحکام خدا کی کتاب اور اُسکی رسولون کا نہ ماننا شرک فی الاحکام ہے جب خدا نے (جیسا کہ اوپر کی آیتون مین گذرا) اسلام صرف اِسی طریق عمل کا نام رکہا ہے کہ اسکی کتابون اور رسولون کو مانا جاوے اور اُن پر حتی المقدور عمل کرنا ضروری اور فرض خیال کیا جاوے تو اُن کے نہ ماننے اور اقرار کرنیسے شرک فی الاحکام لازم

آویگا۔ خدا تو یہہ کہے رہا ہے کہ جو شخص رسولون مین سے کسی ایک کا بہی انکار کرے گا وہ گمراہ اور کافر ہوگا اور ہمارے سید صاحب اسکو خاصہ مسلمان بنا رہے ہین اس سے بڑہ کر اور کیا شرک ہوگا کہ خدا کی پاک کتابون اور مقدس رسولون کو نہ مانا جاوے اور پکے ملحدون اور لامذہبون کی طرح عزیز زندگی کو برباد اور رایگان دیا جاوے حدیث من شہد کے یہہ معنی نہین ہین کہ لوگ وجود باجود حضرت محمد رسول اللہ سے منکر ہو جاوین اور اسلام صرف لا الہ الا اللہ ہی قرار دین مستیقن کی مضبوط قید اور شرط اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ خدا کی پاک کتابون اور رسولون کا ماننا بہی لازم اور فرض ہے خدا کی ذات فیض آیات کو وہی شخص بالاستیقان تسلیم کریگا کہ جو اسکے ضروری احکام اور واجبی آداب کو بہی قبول کرے خدا کے سارے حکمون اور فرضون کو (جو بالایضاح والتصریح قرآن مین بیان کئے گئے ہین اور انہین کو ایمان اور اسلام کہا گیا ہے) چہوڑ دینا اور پہر اس امر کا مدعی ہونا کہ مین خدا پرست ہون اپنے مونہہ سے میان مٹہو بننا ہے۔ یہہ عجب خدا پرستی ہے خدا کے حکمون اور فرضون کو تو جہوٹا اور بناوٹی جاننا اور خدا پرستی کا دعوی کرنا اُن دنون مین جبکہ ہمارے سید صاحب گورنمنٹ کی طرف سے ملازمون کے معزز جماعت مین محسوب ہوتے تہے اگر اپنی کوٹہی مین ہی بغیر کسی کام کرنیکے بیٹہے رہتے تو یقیناً چار ہی دن مین گہر کو براجتے سید صاحب اسیواسطے اتنی مدت ملازم رہے کہ گورنمنٹ کے اصولون اور احکام پر چلتے رہے خدا کے ضروری حکمون کو تو نہ ماننا اور دعوی کرنا کہ مین خدا پرست ہون ایک نئی بات ہے۔ کسی کا ماننا نہ ماننا اُسیوقت ظاہر ہوتا ہے کہ جب اُسکے حکمون کو مانا یا نہ مانا جاوے کیا نافرمان غلام صرف اپنے آقا کے نام ہی لینے سے بلا کسی قسم کی اطاعت اور فرمانبرداری اور اقبال الاحکام کے فرمان بردار اور سچا غلام قرار دیا جاسکتا ہے ہرگز نہین ؎ خشک ابر یکہ بود ذآب تہی ٭ نا پدار و ے صفت آبدہی ٭ جب قرآن مین صاف طور پر آگیا کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ تو پہر ہم کس طرح خدا کے رسولون سے انکار کرین آنحضرت کے قول کے صرف یہی معنی ہین کہ بالاستیقان خدا کے احکام مندرجہ قرآن کو جنمین تصدیق مرسلین اور تسلیم کتب الہامیہ بہی داخل ہین مانو اور انہین کے بموجب عملدآمد کرو۔ قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ

خدا نے نبیون کے نہ ماننے کو بہی کفر اور موجب دخول دوزخ قرار دیا ہے۔ جو مشرکون اور کافرون کی سزا ہے چنانچہ فرماتا ہے ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدا فیہا۔ منکر رسالت کو بہی قرآن مین مشرک سے تعبیر کیا گیا ارشاد ہوتا ہے وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون جب منکرین رسالت بہی مشرک اور کافر قرار پا چکے ہین تو انکو مسلمان و محمدی قرار دینا قرآن اور رسول کا خلاف کرنا ہے چونکہ حضرت کی حدیث من شہد اداے احکام الہی بالاستیقان سے متعلق تہی اسیواسطے آنحضرت نے دوسری حدیثون مین اقرار رسالت کی بابت تاکید مزید فرمائی ہے ما من احد یشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ صدقا من قلبہ الا حرمہ اللہ علی النار۔ صحیح بخاری مین ابو ہریرہ سے مروی ہے والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ اور ترمذی مین ہے عن عبد المطلب انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا۔ ان حدیثون سے صاف طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ آنحضرت تصدیق رسالت کو ایمان اور اسلام کی جزو اعظم خیال کرتے ہین اسیواسطے خدا نے قرآن مین منکران رسالت آنحضرت کو خلود فی النار کا خوف دلایا ہے اور انکو کافر قرار دیا ہے۔ افسوس حدیث من شہد کی لفظ بالاستیقان اور لفظ لا الہ الا اللہ نے سید کی طبیعت کو خراب کر دیا اگر ذرا غور کرتے تو پا جاتے۔ وہی شخص خدا کو بالاستیقان مانیگا کہ جو اسکے سارے حکمون اور اوامر نواہی پر دل سے اعتبار کریگا تسلیم اور اقرار بالاستیقان کی تعریف ہی یہی ہے کہ دل سے خدا کی کتاب اور اس کے رسولون اور بزرگون اور احکام و فرایض کو مانا جاوے اور اسکے ہر ایک حکم کو سچا اور مصئون عن الاغلاط اور مامون عن الاسقام سمجہا جاوے رسولون کو قانون اور احکام اور کتاب اسیواسطے دیجاتی ہے کہ اُن کے متبعین اُن پر چلین اور انکو اپنا قانون اور اصول قرار دین اگر تنزیل کتب الہامیہ سے یہہ غرض اور مدعا نہ تہا تو اُن کا نزول عبث ٹہرتا ہے تعزیرات ہند جسکو سید صاحب بہی برسون استعمال مین لا چکے ہین اور جسکی رو سے بیسون مجرمون کو جیل مین بہیج چکے ہین عمل ہی کیواسطے ہی اگر عمل کیواسطے نہ ہوتی تو لوگون کو اُسکے قوانین اور قواعد کے اعراض اور انحراف سے سزا نہ ملتی۔ ہر ایک شئی کے

رائج کرنے اور اشاعت سے کچھ نہ کچھ غایت ہوتی ہے بعثت انبیا علیہم السلام اور تنزیل قوانین الہی سے یہہ غرض اور منشا ہے کہ مخلوق انپر چلے اور نجات ابدی کے وارث اور مالک بنے - توریت اور انجیل مین بھی ایماندار اسیکو کہا جاتا ہے جو خدا کی کتابون اور رسولون پر یقین رکھے اور انپر عمل کرے قرآن مین تو کھلے طور پر تاکید کئی گئی ہے ارشاد ہوتا ہے یاایها الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی انزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالا بعیدا سورہ نساء رکوع (۲۰) جب آنحضرت مبعوث ہوے اور قرآن کی تعلیمات کے اشتہار اور انتشار کو زور تہا تو اسوقت مین اکثر عرب اور غیر ملکون کے یہودی موحد تہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کو بھی بجز حضرت مسیح علیہ السلام کے مانتے تہے اگر حضرت کا یہی منشا اور مدعا تہا کہ لوگ صرف اقرار توحید بلا استیقان تام کے جسمین خدا کی کتابون اور رسولون کا ماننا بھی لازم آتا ہے مسلمان اور محمدی ہو سکتے ہین تو اُن کو کیون گمراہ اور کافر کہا گیا ہزارون برس تک تصدیق رسالت کی بابت ہی مباحثات ہوتی رہی اگر تصدیق رسالت کا مسئلہ درمیان مین نہ ہوتا تو ایک ہی آن مین عرب اور دوسرے ملکون کے تمام یہودی اور یونی ٹیرین وغیرہ جو موحد اور خدا پرست تھے مسلمان اور مومن بنجاتے ہزارون یہودی صرف مسئلہ رسالت کی بابت ہی حضرت سے متنفر اور کشیدہ خاطر ہو گئے اُس نازک وقت مین آنحضرت کا اِس مسئلہ کو رائج نہ کرنا صریحًا اِس امر پر دال ہے کہ حضرت منکران رسالت کو کافر اور گمراہ خیال کرتے تہے حدیث من شہد کی اعلان سے جو حضرت عمرؓ نے صحابی کو منع کیا اُسکا یہی باعث ہو کہ حضرت عمر کی دانست مین صحابی مُعلن نے استیقان کے معانی پر غور نہین کی تہی شاید اُس نے استیقان کے لفظ سے استیقان محدود المحصور فی جزو لا الہ الا اللہ سمجھ لیا ہوگا چونکہ اصل مین آنحضرت کی مراد اِس استیقان سے (جیسا کہ آن حضرت کی دوسری حدیثون سے ظاہر ہوتا ہے) استیقان کُلّی تہا یعنی خدا کے تمام حکمون کو بلا استیقان ماننین اسواسطے حضرت عمر نے اِس صحابی کی غلط فہمی کے باعث منع کیا فافہم - **قولہ** - جن لوگون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ خدا کے وجود کے بھی قائل نہین ہین مین تو اُن کو بھی مسلمان جانتا ہون - **اقول** - آپ

† اِس خیال پر آپنے یہ آیۃ دلیل پیش کی ہو - وله اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرها والیه یرجعون -

بیشک انکو مسلمان جانین قرآن اور بانی اسلام تو انکو کافرون اور مشرکون سے بہی خراب اور بدتر خیال کرتے ہین آیت لہ اسلم من فی السموات والارض طوعاً وکرہاً دہریون اور منکران خدا کا مسلمان قرار دینا سید صاحب کا ہی کام ہے کیون نہ ہو عربی اور انگریزی کے اعلی درجہ کے فاضل ہین اس سمجہہ سے خوب ہی علم وفضل ظاہر ہو رہا ہے۔ آیت مین تو ذکر ہے کہ جو شخص طوعاً وکرہاً مسلمان ہوا آپنے اُس سے منکران خدا کا مسئلہ کہان سے نکال لیا طوعاً وکرہاً اسلام کا قبول کرنا اور چیز ہے اور خدا کے وجود سے منکر ہونا اور شے۔ واہ خوب عقل ہے اب تہوڑے اور آگے چلکر فرماتے ہین کہ منکران خدا کا دل بلحاظ امر طبعی مصدق وجود خدا ہے کیا کہین یہان تو سید صاحب نے کمال ہی کر دکہایا منکرین کہے جاتے ہین کہ ہم خدا کو مانتے اور جانتے ہی نہین اور سید صاحب انکو مصدق بناتے ہین وہی بات ہوئی مدعی سُست اور گواہ چست خدا تو قرآن مین اپنے نبی کی معرفت اِس امر کو ظاہر کرے کہ اگر کوئی شخص نبیون اور مرسلین مین سے ایک نبی اور مرسل کو بہی نہ مانیگا تو مین اُسکو دوزخ مین ڈالونگا اور سید صاحب اسکو جنتی بناتے ہین **مصرعہ** ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا؛ اِس قول کے آگے سید صاحب نے اپنے پُرانے طریق کے موافق عُلمائے محمدیہ کی توہین اور فضلائے اسلامیہ کی تحقیر شروع کی ہے ہمارا منصب نہین کہ ہم بہی سید صاحب کی طرح جادہ تہذیب اور منصب آدمیت سے جدا ہو کر تمسخر اور ٹہٹہہ پر کمربستہ ہون ہمارا اِس آیت پر عمل ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ الخ مبارک ہین وہ لوگ کہ جو ٹہٹہہ کرنیوالون اور بُرا کہنے والون کو بُرا نہین کہتے بلکہ صدق دل سے بہ اوقات خمسہ دعا کرتے ہین کہ اے خدا انکو اسلام کے صاف اور سیدہے اور وسیع راستہ پر چلا تاکہ وہ بہی تیری رحمتون اور عنائیتون مین شامل ہو کر مسرور اور بہرپور ہون۔ اللھم آمین۔

راقم

نصیر الدین احمد عفی عنہ۔

مقام الہ آباد۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.